OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:1, Issue: 2, July - Dec 2020
DOI:10.51665/al-duhaa.001.02.0061, PP:197-216

مقاصد شریعت اور اس کی بنیاد پر اجتہاد: ایک تحقیقی جائزہ

Concitation on the basis of Maqasid Shari'ah :A Research Survey

Published: 28-12-2020
Accepted: 26-11-2020
Received: 25-10-2020

Shakil Ahmad
Ph.D Scholar, Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: shakilahmed256.sa@gmail.com

Saad Jaffar
Lecturer, Abbottabad University of Science and Technology, Abbottabad
Email: saadjaffar@aust.edu.pk

Abstract

The inevitability and significance of Ijtihad has been obvious at all times and is still evolving as per necessity. Amongst two illustrious procedures of ijtihad; Ghair-mansos-minun-nuss (indirectly derived from Quran and Sunnah) includes Istihasan, Masalih Mursala, and Maqasid Shari'ah. From all these; Maqasid Shari'ah and the procedures of deriving masails (finding solutions to the newly arise problems) using it, are imperative and advantageous as well as deep-rooted to be precise, as the probability of committing a gaffe is significantly high. Hence, it is indispensable to acquire a comprehensive understanding of Maqasid Shari'ah and its evolution, and procedures for deducing Masails using it. Since its inception, Maqasid Shari'ah evolved to its current prominence through long, continuous and valued miscellany discourses. Time has come where all those diverse researched are to be made modest for vibrant understanding of it; bringing forward the valuable researches of scholars at different times and moreover error-free inference of its rules. This article broadly particularizes Maqasid Shariah, its significance, its evolution, and procedures for rules inference, using prominent wide-ranging illustrations.

Key words: *Ghair-mansos-minun-nuss, Mujtahid, Masalih Mursala, Maqasid Shari'ah Masails.*

تمہید:

شریعتِ مطہرہ کی اساس قرآن و سنت ہیں جو کہ نصوص کہلاتی ہیں لیکن ظاہر ہے نصوص محدود اور مسائل لا محدود ہیں

CC BY

لہٰذا ان مسائل کے حل کرنے کا واحد راستہ اجتہاد ہے، جدید پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کے نتیجہ میں اگر تمام فقہاء کرام ایک مسئلہ پر متفق ہو جائیں تو اجماع ہے ورنہ ہر فقیہ کا اپنا اپنا قیاس ہے اجتہاد کبھی نصوص سے مستنبط علت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے یہ اجتہاد قیاس کہلاتا ہے اور کبھی یہ اجتہاد بنی نوع انسان کی مصالح اور ان سے مفاسد کو دور کرنے کے لیے علت کے بجائے مصلحت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے مصالح مرسلہ، استحسان، استصلاح، مقاصد شریعت و عرف وعادت وغیرہ ہیں۔ موجودہ دور میں جدید مسائل کی کثرت اس بات کی متقاضی ہے کہ فقہ المقاصد کے درست مفہوم کو سمجھا جائے اور اس سے استنباطِ احکام کے طریقہ کار سے واقفیت حاصل کی جائے تاکہ اس کی روشنی میں امتِ مسلمہ کے مسائل کو حل کیا جائے اور شریعتِ مطہرہ پر عمل پیرا ہونا سہل ہو جائے۔

فقہ المقاصد/مقاصد شریعت کی تعریف:

شیخ محمد طاہر ابن عاشور مقاصد شریعت کی تعریف میں فرماتے ہیں:

"مقاصد التشريع العامة هى المعانى والحكم الملحوظة للشارع فى جميع احوال التشريع و معظمهابحيث لا تختص ملا حظتها بالكون فى نوع خاص من احكام الشريعة "[1]

یعنی وہ معانی و مطالب اور وہ حکمتیں جو تمام شریعت اسلامی یا اکثر شریعت کے حالات میں شارع کے پیش نظر رہیں، اس طرح کہ دنیا میں ان مصالح کا پیش نظر رہنا شرعی احکام میں کسی ایک نوع کے ساتھ مختص نہ ہو۔

اسی طرح استاذ شیخ علال فاسیؒ نے یہ تعریف فرمائی:

"المراد بمقاصد الشريعة الغاية منها ، والاسرار التى رمى اليها الشارع الحكيم عند تقريره كل حكم من احكامها" [2]

مقاصد شریعت سے مراد اور ان سے مقصود وہ اسرار و حکم ہیں کہ شریعت کے احکام میں سے کسی حکم کے اثبات کے وقت مدبر اور حکیم شارع نے ان کی طرف اشارہ کیا ہو۔

ان تعریفات کا حاصل یہ ہے:

- نصوص سے اصل مقصود احکام ہیں۔
- مقاصد شریعت سے مراد اسرار، معانی اور حکمتیں ہیں۔
- یہ حکمتیں اور اسرار شریعت کے تمام احوال یا اکثر احوال میں شارع سے پیش نظر رہتی ہیں۔
- شارع چونکہ حکیم ہیں اور "فعل الحكيم لا يخلو عن الحكمة " کے تحت ان کی شریعت کا کوئی حکم، حکمت و اسرار و معانی سے خالی نہیں ہوگا۔

آغاز وارتقاء:

متقدمین کی کتب میں مقاصد شریعت کی اصطلاح متعارف نہیں تھی، باوجود اس کے متقدمین اصولیین اور فقہاء کرام نے مقاصدِ شریعت کے بارہ میں سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور ہر ہر بات کو واضح فرمایا ہے، امام الحرمین الجوینیؒ نے پہلی بار مقاصدِ شریعت، اغراض اور احکام کے علل پر بحث کی اور مقاصدِ شریعت کو چند تحفظات کے ساتھ مصالحِ مرسلہ کے مترادف قرار دیا ہے، امام رازیؒ کا اسلوب بھی مقاصدِ شریعت والا تھا، امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن قیمؒ کے فتاویٰ میں جا بجا مقاصد شریعت کی عملی

مثالیں ملتی ہیں جو کہ امام جوینیؒ ہی کی راہ پر گامزن رہے، اسی زمانہ میں علامہ شاطبیؒ نے مقاصدِ شریعت پر بہت ہی قابلِ قدر کام کیا اور " الموافقات فی اصول الشریعۃ" کتاب تحریر فرمائی اور آج بھی وہی چیزیں قابلِ تقلید ہیں، اس کے بعد امام شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں کچھ جزوی احکام کی مصلحتیں بیان فرمائی ہیں۔

فقہ المقاصد بنیاد شریعت:

مقاصد شریعت کی تفصیل و تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن قیمؒ رقمطراز ہیں:

" فان الشريعة مبناهاواساسها على الحكم ومصالح العبادفى المعاش والمعاد، وهى عدل كلها،ورحمة كلهاومصالح كلهاوحكمة كلهافكل مسألةخرجت عن العدل الى الجورعن الرحمةالى ضدها،وعن المصلحةالى المفسدة وعن الحكمة الى البعث،فليست من الشريعة وان أدخلت فيها بالتاويل" [3]

یقینا شریعت کی بنیاد انسانوں کی دینی حکمتوں اور دنیوی حکمتوں اور مصلحتوں پر قائم ہے لہٰذا جو مسئلہ شریعت کی طرف منسوب ہو اور اس میں حکمت کی بجائے عبث اور بے تدبیری کا عنصر ہو، یا رحمت کی بجائے عذاب اور تکلیف کا پہلو ہو، یا مصلحت کی بجائے فساد کا اندیشہ ہو تو وہ مسئلہ شریعت کا حصہ نہیں ہو سکتا، اگرچہ تاویلات کے ذریعے اس کو شریعت کا حصہ بنانے کی کوشش کی جائے۔

ترجیحات کے مسئلے کا تعلق مقاصد شریعت کے مسئلے کے ساتھ بھی ہے، یہ بات متفق علیہ ہے کہ کسی نہ کسی شکل میں احکام شریعۃ کے پیچھے ایک مقصد پوشیدہ ہوتا ہے جس کو وجود میں لانا شریعت کے پیش نظر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام حکیم ہے،اور یہ بات متعین ہے کہ حکیم کسی عبث اور فضول چیز کو قانونی شکل نہیں دیتا ہے، جیساکہ وہ کسی چیز کو عبث اور باطل طور پر پیدا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

یہاں تک کہ عبادت محضہ کے بھی اپنے شرعی مقاصد ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادات کی بھی علتیں بیان کردی ہیں۔

چنانچہ نماز کے بارے میں فرمایا کہ:

﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ﴾ [4]

بے شک نماز بے حیائی اور منکر سے روکتی ہے۔

زکوۃ کا مقصد ہے:

﴿خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَ تُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا﴾ [5]

اے پیغمبر! ان لوگوں کے اموال میں سے صدقہ وصول کرلو جس کے ذریعے تم انہیں پاک کردوگے اور ان کے لیے باعث برکت بنوگے۔

روزہ کی فرضیت اور مقصد کی بابت فرمایا:

﴿کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۸۳﴾﴾ [6]

تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے (امتوں کے) لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ تم (روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ) متقی بن جاؤ۔

اور حج کے بارے میں فرمایا:

﴿لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾ [7]

تاکہ وہ ان فوائد کو (حج کے فوائد کو) آنکھوں سے دیکھیں جو ان کے لیے رکھے گئے ہیں۔

دین کی صحیح سمجھ کے سلسلے میں ایک اہم بات یہ ہے کہ ہم شریعت کے مقاصد سے آگاہی حاصل کریں تاکہ ہم ان کو وجود میں لانے کے لئے کام کر سکیں اور اپنے آپ پر یا دوسرے لوگوں پر ایسی چیزوں کے بارے میں تشدد نہ کریں جن کا تعلق شریعت کے مقاصد اور اہداف کے ساتھ نہ ہو [8]

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان رقمطراز ہیں:

> " مجتہد کے لئے اجتہاد کی شروط میں سے مقاصد شریعت، احکام کی علتوں اور لوگوں کے مصالح کی معرفت ہے، تاکہ غیر منصوص احکام کا استنباط ممکن ہو سکے یہ استنباط یا بطریق قیاس ہوگا یا مصلحت اور لوگوں کی ان عادات کی بنا پر ہوگا جن کے لوگ اپنے معاملات میں عادی اور ان عادات سے مانوس ہوں تاکہ ان کی مصلحتوں کی رعایت رکھی جا سکے اسی وجہ سے لوگوں کے مصالح کے لوازم اور ان پر مبنی احکام کے استنباط کے لوازم میں سے یہ بات بھی ہے کہ لوگوں کے عرف اور عادات کا احاطہ، کیونکہ ان کی رعایت سے مشروع مصالح کی رعایت ممکن ہے" [9]

ان تمام عبارات مذکورہ کا حاصل یہ ہے کہ شریعت مقدسہ کا مطمع نظر اور مقصد احکام میں بندوں کے مصالح کی رعایت و اثبات اور مفاسد و مضار اور حرج کو دفع کرنا ہے۔

اور اس کے چند دلائل ہیں:

1۔ قرآن کریم کے مجموعی مطالعہ سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ عدم الحرج ہے:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ [10]

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتے ہیں اور تنگی کا ارادہ نہیں رکھتے۔

2۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے مستخرج قواعد سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے:

"الضرورات تبيح المحظورات" [11]

ضرورت ممنوعات کو مباح قرار دیتی ہے۔

اور حدیث مبارک میں ہے:

"لا ضرر ولا ضرار" [12]

نہ ضرر پہنچے اور نہ ضرر پہنچایا جائے۔

3۔ رسول اکرم ﷺ کو صفت "رحمة للعالمين" کے ساتھ متصف بنا کر مبعوث فرمایا۔

4۔ قواعد فقہیہ بھی اسی کے شاہد ہیں۔

"المشقة تجلب التيسير" "الحرج مدفوع" اور "اذاضاق الامر اتسع" [13]

مشقت آسانی کو کھینچ لاتی ہے، حرج اور تنگی کو دور کیا جائے، جب کوئی معاملہ تنگ ہو جاتا ہے، اس میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔

5۔اصول فقہ میں احکام کی دو قسمیں کی گئی ہیں۔1: عزیمت 2: رخصت
رخصت کے معنی ہی یسر اور سہولت کے ہیں، یعنی بندوں کے اعذار کی بنا پر ان کی سہولت کی خاطر ان کو مشروع کیا گیا۔
6۔ معاملات کا جواز اور مشروع ہونا
ان تمام گزشتہ دلائل کا منشاء یہی ہے کہ جب کسی جدید مسئلہ میں اجتہاد کیا جائے تو یہ مقصد شریعت یعنی بندوں کے مصالح کی رعایت اور مفاسد کا دفعیہ مجتہد کے پیش نظر رہنا چاہئے۔

مقاصدِ شریعت کی ضرورت:

- لوگ مشقت اور تنگی میں مبتلا نہ ہوں۔
- مشقت کی وجہ سے معاصی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔
- ہماری شریعت وقتی اور عبوری نہیں بلکہ دائمی ہے اور اس کا دوام اور تسلسل تبھی ممکن ہے جب اس میں یسر اور سہولت ہو اور احکام جدیدہ انسانی طبائع سلیمہ کے موافق اور ان کے لئے قابل قبول ہوں۔
- اس مقصد شریعت کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے شریعت کے احکام جمود اور تعطل کا شکار ہو جائیں گے۔

اور اس مقصد شریعت کا حصول تب ہوگا، جب مجتہد ان باتوں سے بخوبی واقف ہو:

- مقاصد شریعت۔
- لوگوں کے عرف و عادات اور مصالح۔

مقاصد شریعت کی اقسام:

مقاصد شریعت کی اقسام کے لئے حضرت امام شاطبیؒ کی عبارات کا سہارا لیا جاتا ہے امام شاطبیؒ فرماتے ہیں:

"تكاليف الشريعة ترجع الى حفظ مقاصدها فى الخلق ، وهذه المقاصد لا تعدد وثلاثة اقسام: احدها:ان تكون ضرورية، والثانى : ان تكون حاجية، والثالث ان تكون تحسينية ومجموع الضروريات خمسة وهى : حفظ الدين ،والنفس، النسل، والمال ، والعقل ،وقال قالوا: انها مراعاة فى كل ملة...كل مرتبة من هذه المراتب ينضم اليها ما هو كالتتمة و التكملة مما لو فرضنا فقده لما يخل بحكمتها الاصلية" [14]

یعنی شریعت کی تکالیف مخلوق سے متعلق شریعت کے مقاصد و مصالح کی طرف راجع ہوتی ہیں، اور یہ مقاصد و مصالح تین اقسام سے متجاوز نہیں:

- مقاصد و مصالح ضروریہ
- مقاصد و مصالح حاجیہ
- مقاصد و مصالح تحسینیہ

ضروریات کا مجموعہ پانچ ہے، اور وہ پانچ مصالح ضروریہ یہ ہیں:

1. حفظ دین
2. حفظ نفس و جان

3. حفظ نسل

4. حفظ مال

5. حفظ عقل

پھر ان پانچ مراتب میں سے ہر مرتبہ کے ساتھ کچھ مزید چیزیں ملائی جاتی ہیں، جو ان پانچ چیزوں کے لئے بمنزلہ تتمہ اور تکملہ کے ہیں کہ اگر ہم ان کے معدوم ہونے کو فرض کر لیتے تو ان پانچ کی حکمت اصلیہ میں کوئی خلل نہیں آئے گا۔

بنیادی حیثیت سے ان مصالح کی تین اقسام ہیں:

۱۔ مصالح ضروریہ

۲۔ مصالح حاجیہ

۳۔ مصالح تحسینیہ

ان کے علاوہ کچھ ضرورتیں اور مصلحتیں ایسی بھی ہیں جو ان میں سے ہر ایک کی تکمیل کرنے والی ہیں اس طرح ان کی چھ قسمیں بن جاتی ہیں۔

۴۔ تکملات ضروریہ

۵۔ تکملات حاجیہ

۶۔ تکملات تحسینیہ

ان میں سے ہر ایک کی ترتیب اور تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ مصالح ضروریہ:

یہ وہ ہیں جو کلیات خمسہ (1۔ دین، 2۔ نفس، 3۔ عقل، 4۔ نسل، ۵۔ مال) کی حفاظت کے لئے مقرر ہیں، یہ کلیات ایسی ہیں جن پر انسان کا اپنی اصلی پوزیشن میں قیام وبقا موقوف ہے، اور پھر اس کے واسطہ سے مصالح معاشرہ کے وجود کے لئے بھی وہ ناگزیر ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ کی شریعتوں نے ان کی حفاظت کی اور ہر دور کے قانون نے ان کا احترام اپنا فرض منصبی سمجھا ہے۔

الٰہی حکمت کے مطابق ان کی حفاظت کا جس طرح انتظام کیا گیا ہے اور اس کے لئے جس قسم کے قوانین بنائے گئے ہیں ان کی چند مثالیں یہ ہیں:

- حفاظت دین کی خاطر عبادات مقرر ہوئیں کہ ان کے بغیر دین کی تشکیل نہیں ہوتی تبلیغ وجہاد فرض کیا گیا کہ ان پر دین کا قیام موقوف ہے۔
- حفاظت نفس کے لئے قصاص مقرر ہوا۔
- حفاظت عقل کے لئے نشہ آور چیزوں کے استعمال کرنے والے کے لئے سزا مقرر ہوئی۔
- حفاظت نسل کی خاطر نکاح کے احکام مقرر ہوئے اور غیر محل میں شہوت رانی سے منع کیا گیا اور اس کے مرتکب کے لئے سزا مقرر کی گئی۔
- حفاظت مال کی خاطر چوری وغیرہ کی سزائیں مقرر ہوئیں، ان کے علاوہ بہت سے احکام مذکورہ بالا ضروریات کی

تکمیل کے واسطے مقرر کیے گئے ہیں، مثلاً کھانے پینے، رہنے سہنے سے متعلق احکام اور ان چیزوں سے متعلق احکام وسزائیں جو حرام ومنہیات کے ارتکاب کا سبب بنتی ہیں ان سب کا تعلق نفس اور عقل کی حفاظت سے ہے۔اسی طرح معاملات وسیاست وغیرہ سے متعلق احکام حفاظت نسل ومال اور دین وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ مصالح حاجیہ:

وہ ہیں جن پر کلیات خمسہ کا قیام وبقا موقوف نہیں ہے مگر ان کے ذریعہ زندگی خوشگوار بنتی ہے، مضرت کا دفعیہ ہوتا، مشقتوں، کلفتوں سے نجات ملت ہے، اور زندگی کی تمام ان پر خطر راہوں پر قابو حاصل ہوتا ہے جن پر قابو پائے بغیر نہ حقیقی تمدنی زندگی حاصل ہوتی اور نہ مدنیت صالحہ پیدا ہوتی ہے۔

ان مصالح کے حصول اور مضرت کے دفعیہ کے لئے بہت سے معاملات مثلا: خرید وفروخت، شرکت بٹائی، اور کرایہ وغیرہ کے احکام مقرر ہوئے ہیں، اور پھر ان مصالح کو مکمل بنانے کے لئے مہر، طلاق، کفارہ وغیرہ سے متعلق احکام ہیں۔

۳۔ مصالح تحسینیہ:

وہ ہیں جن پر نفس زندگی کا قیام وبقا موقوف نہیں ہے، لیکن انسان کو دائرہ انسانیت وشرافت میں رہنے کے لئے ان کے بغیر چارہ نہیں ہے، مثلاً، عمدہ اخلاق، اچھی عادتیں، عالی ظرفی اور بلند حوصلگی وغیرہ۔

> "اس سلسلہ میں اخلاقی اصول وضوابط مقرر کئے گئے ہیں نیز تلقین وترغیب کے ذریعہ ان پر کاربند ہونے کی تاکید کی گئی ہے، ان کے علاوہ تعلیم وگفتگو، کھانے پینے کے آداب، معاشی اور معاشرتی زندگی میں اعتدال وتوازن پیدا کرنے کا احکام کا تعلق ان ہی مصالح سے ہے، اسی طرح ان کے حصول کی راہ میں جو چیزیں رکاوٹ بن سکتی یا کسی طرح بھی اثر انداز ہو سکتی تھیں، ان سب پر پابندی ہی لگائی گئی مثلاً، گندی اور ناپاک چیزوں کے استعمال سے روکا گیا اور پاکیزہ چیزوں کے استعمال کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ اخلاقی زندگی بڑی حدتک ان سے متاثر ہوتی ہے، نیز صدقہ وخیرات کے استعمال سے متعلق احکام عفو ودر گزر کی ترغیب، لین دین میں نرمی وسہولت وغیرہ کا تعلق اسی قسم کے مصالح کے حصول اور دفع مضرت سے ہے"[15]

مقاصد شریعت کی بنیاد پر اجتہاد:

اجتہاد کا لفظ بولا جائے تو اس سے ذہن معروف اجتہاد کی طرف جاتا ہے، یعنی کتاب وسنت میں غور وفکر کرکے "قیاس" کی بنیاد پر اجتہاد، لیکن مقاصدِ شریعت یا حکمتِ تشریع کی بنیاد پر اجتہاد معروف نہیں اگرچہ فقہائے کرام کا فقہی ذخیرہ اس اجتہاد سے پر ہے، لیکن مخصوص اس نام سے اجتہاد کا تصور بہت کم ملتا ہے اس لئے یہ اصطلاح غیر معروف ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اس بعد کو دور کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> "مقاصدِ شریعت اور اجتہاد بظاہر یہ دونوں الگ الگ مضامین ہیں لیکن اس میں ایک بڑی گہری مناسبت پائی جاتی ہے مقصدِ شریعت سے مراد وہ بنیادی مقاصد اور اہداف ہیں جو اسلامی شریعت کے جملہ احکام میں بالواسطہ یا بلا واسطہ پیش نظر رہتے ہیں ایک اعتبار سے شریعتِ اسلامیہ کی عمومی حکمت کے لئے مقاصدِ شریعت کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے، شریعت کے احکام میں جو مصلحتیں پنہاں ہیں اور جو حکمت پیش نظر ہے اس کا مطالعہ مقاصدِ شریعت کے انواع کے تحت کیا جاتا ہے"[16]

قیاس علت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اور مقاصد شریعت کی بنیاد پر جو اجتہاد کیا جاتا ہے اس میں حکمت کارفرما ہوتی ہے علت

اور حکمت کے باہمی تعلق پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ لکھتے ہیں :

"ظاہر ہے کہ اجتہاد کا فریضہ اسی وقت انجام دیا جا سکتا ہے جب اجتہاد کرنے والا مجتہد ،ان احکام کی حکمت ، مصلحت اور علت سے واقف ہو جن پر قیاس کرکے وہ اجتہاد سے کام لے رہا ہے اس لئے اجتہاد کے عمل میں جیسا کہ تمام علمائے اصول نے بیان کیا ہے ،علت کی تلاش اور علت کی دریافت ایک بنیادی اساس کی حیثیت رکھتی ہے یہی علت کے مباحث ہیں جن سے فقہائے کرام نے مقاصدِ شریعت کا عظیم الشان علم دریافت کیا ہے "[17]

یعنی اللہ تعالی نے جو احکام دیے ہیں ان احکام کے پسِ پردہ کوئی مصلحت اور حکمت ضرور ہے، اسی لئے حکمت کی تلاش ، کا نام ، مقاصدِ شریعت ہے ، اور ایسی مصلحت کو تلاش کرکے اس کی بنیاد پر مسائل واحکام کا استنباط، مقاصدِ شریعت کی بنیاد پر اجتہاد کہلاتا ہے ۔

اجتہاد کے مختلف معانی اور تعریفات کی گئی ہیں ڈاکٹر محمود غازی لکھتے ہیں :

"اجتہاد کے لفظی معنی انتہائی کاوش اور کوشش ، یہ انتہائی کا لفظ اس مفہوم میں شامل ہے، فقہائے کرام نے اس کی تعریف کی ہے "استفراغ الوسع "استفراغ کے معنی ہیں : ایگزاسٹ کرنا اور "وسع "کا معنی ہے صلاحیت "انگریزی میں اجتہاد کے مفہوم کو بیان کرنا ہو تو یوں کہا جائے گا :

"*To exhaust your capacity to discover sharia ruling a new situation in the light of Quran and Sunnah* "[18]

قرآن وسنت کی روشنی میں کسی نئی صورتِ حال کو معلوم کرنے کے لئے اپنی صلاحیت کو پورے طور پر استعمال کر ڈالنا، علم اور صلاحیتوں کو اس طرح نچوڑ دینا کہ اس سے آگے صلاحیت کے استعمال کرنے کی کوئی حد یا سکت باقی نہ رہے اس عمل کا نام اجتہاد ہے۔

مقاصد شریعت کی بنیاد پر جو اجتہاد کیا جاتا ہے اس کا مدار حکمت پر ہے، اس لئے حکمت کی پہچان کے بغیر یہ بحث نامکمل ہے اس حوالہ سے چند اہم امور کا پیشِ نظر رہنا انتہائی ضروری ہے جس سے حکمت و مصلحت کی پہچان کے ساتھ حکمت و علت میں فرق بھی ظاہر ہو جائے۔

مولانا محمد تقی امینی رقمطراز ہیں :

1۔ حکمت وہ مصلحت ہے جو ابتدائے آفرینش سے الٰہی احکام کی بنیاد ہے اس میں خفا ہوتا ہے اس لئے اس کا انضباط مشکل ہوتا ہے مگر اصول وضوابط اور حدود وقیود اس کی جانب راہنمائی کرتے ہیں بلکہ وہ اس کے حاصل کرنے کا واسطہ اور ذریعہ ہیں۔

2۔ علت اصول و حدود کی مصلحت پر دلالت سے نکالی جاتی ہے اور مصلحت کے ساتھ لازم ہوتی ہے ، یہ الگ وحدت ہے جس میں کثرت ہوتی ہے، اس کا عقل کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

3۔ حکمت چونکہ مخفی ہوتی ہے اس لئے قیاس کا مدار حکمت ، مصلحت قرار نہیں پا سکتی۔

4۔ حکمت کا معاملہ تو نہایت دقیق اور نہایت باریک ہے اس میں تنہا ذکاوت وفراست سے کام نہیں چلتا بلکہ اس کے لئے الٰہی حکمت ، اس کے بنیادی اصول اور نبوت کی مزاج شناسی بھی ضروری ہے ، یہ چیز سب سے زیادہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں بھی پھر جن فقہاء کرام کو صحابہ کرام کی زندگی سے زیادہ معرفت اور مناسبت ہو گی ان میں یہ صفت زیادہ ہو گی۔

5۔ قانون کے ضمن میں اکثر اللہ تعالی کی دو صفتوں، علیم و حکیم کا تذکرہ ہے جس سے اس امر کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ قانون کی نوک پلک درست کرنے کے لئے علم و حکمت کے بغیر چارہ نہیں۔ [19]

مصلحت کی تعریف:

"اما المصلحة فهى عبارة فى الاصل عن جلب منفعة او دفع مضرةولسنا نعنى ذالک لكننا نعنى بالمصلحةالمحافظةعلى مقصودالشرع من الخلق خمسةوهوان يحفظ عليهم دينهم ونفسهم وعقلهم ونسلهم ومالهم فكل ما يتضمن حفظ هذه الاصول الخمسة فهو مصلحة وكل ما يفوت هذه الاصول فهو مفسد ہودفعه مصلحة"[20]

مصلحت جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت سے عبارت ہے لیکن اس مقام پر ہمارا مقصود ہر مصلحت سے ہر جلبِ منفعت و دفعِ مضرت نہیں بلکہ وہ مصلحت مراد ہے جو مقصود/ مقصدِ شرع کی محافظ ہو اور مقاصدِ شریعت پانچ ہیں ،جان ،مال، نسل ، عقل اور دین کا تحفظ اور جس سے ان پانچ مقاصد کا تحفظ ہو گا وہ مصلحت ہے اور جو ان اصول و مقاصد کو فوت کر دے وہ مفسدہ ہیں اور اس کو دور کرنا مصلحت ہے۔

استاد محمد الطاہر ابن عاشور اس کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"وصف للفعل يحصل به الصلاح اى النفع منه دائما او غالباللجمهور او للاحاد"[21]

یعنی مصلحت کسی فعل کا وہ وصف ہے جس سے جمہور/ افراد کے لئے یا بعض افراد کے لئے ہمیشہ یا غلبۃً نفع حاصل ہو۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی ان دونوں تعریفات کی سہل انداز میں ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مصلحت سے مراد ہر وہ منفعت ہے یا ہر وہ خوبی ہے جو شریعت کے تسلیم کردہ پانچ مقاصد میں سے کسی ایک مقصد کو نا صرف پورا کرتی ہو بلکہ شریعت کی حدود کے مطابق پورا کرتی ہو جس کے ذریعے دین محفوظ ہو، جس کے ذریعہ انسان کی جان، مال، عزت و آبرو اور عقل، محفوظ ہو۔[22]

مصلحت سے مراد مصلحت کا وہ تصور ہے جو قرآن پاک اور احادیث کی روشنی میں فقہائے اسلام نے مرتب کیا ہے اس کی تکمیل مقاصدِ شریعت کے ذریعے سے ہوتی ہے۔[23]

حکمت و مصلحت سے متعلق مندرجہ بالا تعریفات و توضیحات سے مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

1۔ مصلحت کا وہ مفہوم اور تصور معتبر ہے جو نصوص کے موافق ہو۔

2۔ مصلحت کا وہ مفہوم ہر گز معتبر نہیں جو خود ساختہ اور اپنی طبیعت کی پسند اور ناپسند پر مبنی ہو۔

3۔ وہ مصلحت قابلِ اعتبار ہے جس سے شریعت کے امور خمسہ ، جان ،مال، عقل، نسل، دین، کا تحفظ ہو۔

4۔ وہ مصلحت ہمیشہ غالب حالات میں پائی جائے۔

5۔ وہ مصلحت اکثر افراد و احاد میں پائی جائے۔

6۔ جو مصلحت ان امور خمسہ مذکورہ کا تحفظ نہ کر سکے وہ مصلحت نہیں بلکہ مفسدہ ہے اور مفسدہ کا ختم کرنا ہی مصلحت کہلائے گا۔

7۔ یہ مصلحت مخفی ہوتی ہے اس تک پہنچنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔

8۔ یہ مصلحت اور حکمت علت کی طرح منضبط بھی نہیں ہوتی، اس پہلو سے بھی اس پر اجتہاد آسان نہیں۔

9۔ مصلحت کا معاملہ انتہائی دقیق اور نازک ہے اس میں تنہا ذکاوت و فراست سے کام نہیں چلتا اس کے لیے ایمانی بصیرت الٰہی حکمت اور نبوت کی مزاج شناسی بھی ضروری ہے۔

10۔ مصلحت کی بنیاد پر اجتہاد کے لیے دو الٰہی صفتوں "علم و حکمت" سے "حظ وافر" پانا بھی ضروری ہے۔

حکمت اخذ کرنے کا طریقہ:

مصلحت اور حکمت کے بنیادی خدوخال اور اس سے متعلق دیگر ضروری امور کو ہم نے دس نکات کے ذریعے بیان کر دیا ہے اب قرآن و سنت سے اس مصلحت کو نکالنے اور اخذ کرنے کے لیے ایک اہم ترین ضابطہ کو ذکر کرنا نہایت ضروری ہے جس میں اجتہاد بالمقاصد میں کافی حد تک مدد ملتی ہے اس ضابطہ کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا محمد تقی امینی صاحب لکھتے ہیں:

> "قرآن وسنت سے موقع کی مناسبت حکمت اخذ کرنے کا طریقہ یہ ہے، مجموعی طور پر الٰہی حکمت کو سمجھا جائے۔اس کے بعد جہاں عموم میں تخصیص یا مقادیر میں تعیین کی شکل نظر آئے، وہاں خصوصیت کے ساتھ تخصیص و تعیین کے وجوہ پر غور کیا جائے جہاں استثنائی کی شکل یا اتفاقی یا خصوصی واقعہ ہو وہاں اس کے اسباب اور موانع کی گہرائی تک پہنچا جائے، اس ترتیب و طریق سے بڑی حد تک حکمت کا سراغ لگایا جاسکتا ہے لیکن اس کے لیے ہدایت الٰہی سے حاصل کی ہوئی روشنی، سنت پر استقامت، اسوہ صحابہ کی پیروی وغیرہ سب ضروری ہے ورنہ اس راہ میں بڑے خطرات ہیں"[24]

حکمت کو سمجھنے کے لیے مرحلہ وار چار نکات یہ ہیں۔

1۔ مجموعی طور پر حکمت الٰہی کو سمجھنا۔

2۔ متعلقہ باب کے احکام پر عمومی حیثیت سے نظر ڈالنا، اور احکام کے مقاصد و اثرات کی تلاش۔

3۔ مقاصد کی ان احکام کے ساتھ تخصیص و تعیین اور اسکی وجوہات و اسباب تک دقیق رسائی۔

4۔ اگر ان عمومی احکام سے کوئی واقعہ مستثنیٰ ہو یا کوئی خصوصی حکم یا کوئی اتفاقی واقعہ ہو تو اس پر غور کرنا کہ آخر وہ کون سے اسباب و موانع ہیں جن کی بنا پر جزوی واقعہ نے عمومی احکام سے استثناء کی صورت اختیار کی۔

ان چار نکات کے مطابق نصوص میں غور و فکر کرنے سے انشاء اللہ حکمت و مصلحت تک کافی حد تک رسائی حاصل ہو جائے گی۔

قواعد فقہیہ اور اجتہاد بالمقاصد:

> " قواعد فقہیہ، قواعد کلیہ، الاشباہ والنظائر، اور الفردق پر چاروں فقہی دبستانوں میں بہت کام ہوا ہے، اس کام اور قواعد کلیہ کے آغاز وارتقاء پر ڈاکٹر محمود غازی نے اپنی کتاب قواعد کلیہ اور ان کے آغاز وارتقاء میں مفصل روشنی ڈالی ہے"[25]

مقاصد شریعت کی بنیاد پر اجتہاد کا مقصد بندگان خدا کے لیے آسانی اور یسر پیدا کرنا ہے تاکہ لوگ مشقت اور حرج میں مبتلا نہ ہو جائیں اور قواعد فقہیہ میں ایک تعداد ان قواعد کی ہے جو آسانی اور یسر پیدا کرتے ہیں ضرر اور حرج کو دفع کرتے ہیں، قرآن وسنت میں یہ قواعد موتیوں کی طرح بکھرے پڑے ہیں اس لیے یہ قواعد مقاصد شریعت اور حکمت تشریعی کی بنیاد پر اجتہاد کی بنیاد بنتے ہیں اس طرح مقاصد شریعت اور قواعد فقہیہ میں باہم گہرا ربط ہے۔

> " قاضی القضاۃ شیخ الاسلام سلطان العلماء عزالدین بن عبدالسلام کی معروف کتاب قواعد الاحکام فی مصالح الانام جو مقاصد شریعت پر سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے اس میں باقاعدہ قواعد فقہیہ کا استخراج کیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا

ہے کہ قواعد کلیہ، قواعد فقہیہ اور مقاصد شریعت اور قواعد شرعیہ میں گہرا ربط ہے"[26]

"اس فتویٰ میں مقاصد شریعت کا لفظ استعمال نہیں ہوا اس کی جگہ قواعد شرعیہ کا حوالہ دیا گیا ہے"[27]

مندرجہ ذیل قواعد کو عموما مقاصد شریعت کے ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

1۔ المشقۃ تجلب التیسیر۔ (مشقت آسانی کو کھینچ لاتی ہے)

2۔ الامر اذا ضاق اتسع۔ (جب کوئی معاملہ تنگ ہو جاتا ہے تو اس میں وسعت آجاتی ہے)

3۔ الضرر یزال۔ (ضرر کو دفع/دور کیا جائے گا)

4۔ لاضرر ولا ضرار۔ (نہ ضرر پہنچے اور نہ ضرر پہنچایا جائے)

5۔ تصرف الامام بالرعیۃ منوط بالمصلحۃ۔ (امام/حاکم وقت کے تصرفات رعایا کی مصلحت کے پابند ہیں)

6۔ الضرر یدفع بقدر المکان۔ (ضرر کو بقدر الامکان دور کیا جائے گا)

7۔ الحرج مدفوع۔ (تنگی کو دور کیا جائے گا)

انہیں قواعد کو ڈاکٹر محمود غازیؒ نے حکمت تشریع اور مقاصد شریعت کی بنیادیں قرار دیا ہے، ہم اختصار کے ساتھ ان کو ذکر کرتے ہیں۔

1۔ یسر اور آسانی:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ﴾[28]

یعنی محرمات سے بچتے ہوئے مطلوبہ آسانی میسر ہو تو اسے اختیار کرنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں۔

2۔ رفع حرج:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾[29]

یعنی شریعت پر عمل کرنے کے دو جائز طریقے ہیں۔ایک میں مشقت، تنگی اور حرج ہے۔ جبکہ کے دوسرے جائز طریقے میں یسر آسانی اور آسائش ہے آپ دوسرے راستے پر بلا کراہت عمل کر سکتے ہیں۔

3۔ دفع مشقت:

جب کوئی عارضی مشقت پیش آتی ہے تو عارضی آسانی بھی پیدا ہو جاتی ہے مثلا عزیمت کی جگہ رخصت کو اپنایا جا سکتا ہے سفر میں روزہ ترک کرنے کی رخصت اور اجازت ہے اگرچہ روزہ رکھ لینا عزیمت ہے۔

4۔ لوگوں کی مصلحت کا لحاظ:

یعنی ان مصلحتوں کا لحاظ رکھنا جو شرعا معتبر بھی ہوں اور ان کا تعلق مقاصد خمسہ سے ہو بالواسطہ یا بلا واسطہ لوگوں کے جائز مصالح کو پورا کرتی ہوں۔

5۔ تدریج:

یعنی شریعت کے احکام پر آہستہ آہستہ کرکے تدریج سے عمل کرانا اور لوگوں کو آہستہ آہستہ دین کے راستے پر لانا یہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کا بنیادی طریقہ کار اور اللہ تعالی کی سنت ہے۔

6۔عدل:

لوگوں کے لیے قواعد وضوابط بنانے یا کوئی نظام وضع کرنے میں عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے یہ حکمت تشریع کی ایک اور بنیاد ہے۔

7۔مساوات:

"مساوات آدمیت اسلامی شریعت کے بنیادی اور اساسی احکام میں سے ہے"[30]

ان تمام تر تفصیلات میں غور کرنے سے یہ بات الم نشرح ہو جاتی ہے کہ مقاصد شریعت پر عمل کرنا یا اجتہاد بالمقاصد کا مقصد لوگوں کو تنگی سے بچانا ہے۔ان سے مشقت حرج اور ضرر کو دور کرنا ہے جب شریعت کے عام قواعد اور قیاس جلی پر عمل کرکے مشقت میں مبتلا ہو جائیں تو وہاں یسر اور آسانی پیدا کرنے کے لیے فقہاء احناف استحسان پر اور فقہاء مالکیہ مصالح مرسلہ اور امام احمد استصلاح پر عمل کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی صاحب لکھتے ہیں:

"مجتہدین اور فقہاء کرام نے جب محسوس کیا کہ کئی مسائل میں مصادر فقہیہ سے ماخوذ حکم مقاصد شریعت سے ہم آہنگ نہیں تو انہوں نے مقصد کو قربان کرنے کے بجائے مصادر فقہیہ پر نظر ثانی کرتے ہوئے کچھ نئے راستے کھولے جن میں فقہ حنفی کے استحسان اور فقہ مالکی کے مصالح مرسلہ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔فقہ حنفی کی تدوین تمام مکاتب فقہ سے مقدم ہے،اس لیے جب حنفیہؒ نے دیکھا کہ قیاس جلی کے تقاضے بعض حالات میں لوگوں کے لیے تنگی پیدا کرتے ہیں یا قیاس جلی ضروریات دین کے کسی تقاضے کو نقصان پہنچانے کا باعث بن رہا ہے تو انہوں استحسان شریعت پر مفاہمت کرنے کے بجائے قیاس سے ہٹ کر استحسان کے ذریعے ، قواعد کلیہ ضروریات دین اور مقاصد شریعت کا تحفظ کیا ہے"[31]

ہم نے ماقبل میں مصلحت کے تحت دس نکات کو ذکر کیا ہے پھر حکمت تشریع کے سات اصول ذکر کئے اب ان سطور میں استحسان اور مصالح مرسلہ کے ان نکات مذکورہ سے کافی حد تک ، مقاصد شریعت کی بنیاد پر اجتہاد اور اس کے طریقہ کار کی وضاحت ہو گئی تاہم اس بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ مقاصد شریعت کی بنیاد پر اجتہاد کے وقت اگر مقاصد و مصالح کا باہم تعارض ہو جائے تو پھر کس کو کس پر مقدم کریں اس کے لیے ہم ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی ایک عبارت کو ذکر کرتے ہیں جس سے یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر صاحب رقمطراز ہیں:

"ضروریات کو حاجات پر اور حاجات کو تحسینیات اور تکمیلی امور پر مقدم کریں گے ضروریات خمسہ میں دین کو سب پر مقدم کریں گے۔اور جان کو دیگر پر مقدم کریں گے اور مصالح میں یقینی مصلحت کو ظنی اور موہوم مصلحت پر مقدم کریں گے بڑی مصلحت کو چھوٹی مصلحت پر مقدم کریں گے جماعتی مصلحت کو انفرادی مصلحت پر، اکثریت کی مصلحت کو اقلیت کی مصلحت پر دائمی مصلحت کو عارضی مصلحت پر اور بنیادی مصلحت کو جانبی مصلحت پر مستقبل کی قوی مصلحت کو حال کی کمزور مصلحت پر مقدم کیا جائے گا"[32]

"مصالح کی بنیاد پر اجتہاد کی امثلہ ہمیں عہد نبوی، عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی ملتی ہیں مصلحت کی خاطر ہی آنحضرت ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی جگہ بسمک اللھم لکھنا قبول کر لیا تاکہ

آپ ﷺ کچھ اطمینان کا سانس لے سکیں، دعوت کی اشاعت کے لئے فارغ ہو جائیں اور دنیا کے مختلف ممالک کے بادشاہوں کو مخاطب کر سکیں قرآن کریم نے بجا طور پر اسے فتح مبین کہا"[33]

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان ہی مصالح کے پیش نظر ہر حکم کے نفاذ کے موقع پر اس کا سبب صراحت سے بیان کیا۔ قحط سالی میں چور کا ہاتھ کاٹنے کی سزا موقوف کر دی حاطب بن ابی بلتعہ کے غلاموں کے ہاتھ کاٹنے کے بجائے ان کی چوری کا دوگناہ معاوضہ حاطب سے دلوایا بیک وقت دی ہوئی تین طلاقوں کو تین قرار دے دیا اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنے پر پابندی عائد کر دی امہات اولاد کی خرید وفروخت روک دی لوگوں کو حج افراد کرنے کا حکم دیا اور حج تمتع سے روک دیا"[34]

امام مالکؒ نے مصالح مرسلہ کے ذریعے سے احکام میں سہولت پیدا کی لیکن اس کے لیے تین شرطیں عائد کیں:

1۔ مصلحت حقیقی ہو وہمی نہ ہو۔

2۔ مصلحت عامہ ہو شخصی نہ ہو۔

3۔ مصلحت کا ٹکراؤ کسی نص سے ثابت شدہ حکم سے نہ ہو۔

"امام احمدؒ نے مصالح مرسلہ کے تحت مخنث (ہیجڑا) کو شہر بدر کرنے کا حکم دیا مرد کے ساتھ بدفعلی کرنے والے کو آگ میں جلانے کا اختیار دیا، ایک عورت کو دوسری عورت کے ساتھ بدفعلی کا اندیشہ ہو تو ان میں خلوت تنہائی کو حرام قرار دیا دراصل امام احمدؒ نے سیاست شرعیہ کے تحت بہت سے مسائل حل کیے ہیں جو استصلاح میں داخل ہیں"[35]

"فقہ حنفی میں جابجا دفعا للحرج استحسانا والحرج مدفوع ،لاضرر ولا ضرار،الضرر یزال کہہ کے کسی ایک جانب کو ترجیح دی جاتی ہے جس سے مسئلہ میں کشائش آسانی اور یسر کا پہلو نکلتا ہے یہ مسائل اور امثلہ درحقیقت مقاصد شریعت کی بنیاد پر اجتہاد کی ہیں ہمارے زمانہ میں بہت سے لوگ مقاصد شریعت کے لفظ سے استدلال کرکے مقاصد ومصالح کو نصوص شریعت کے مقابلہ میں کھڑا کرتے ہیں ان کا یہ انداز اجتہاد سراسر غلط ہے ہمارے قدیم فقہائے کرام میں سے جن فقہاء کرام مقاصد شریعت پر لکھا ہے انہوں نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ اجتہاد نصوص سے ثابت شدہ احکام کے مقابل اور معارض نہ ہو درحقیقت یہ لوگ لفظ مقاصد سے دھوکہ کھاتے ہیں کہ نص کا مقصد اور مقصود یہ ہے، یہ غلط فہمی ہے، کیونکہ یہاں مقاصد سے مراد اسرار وحکم ہیں، مصالح ہیں ان حضرات کے استدلال کا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے اصول افتاء وآدابہ میں شافی جواب دیا ہے"[36]

مقاصد شریعت سے مستنبط احکام کی چند مثالیں:

حضرت امام شاطبیؒ نے فرمایا:

"انما تحصل درجة الاجتهاد لمن اتصف بوصفين : احدهما : فهم مقاصد الشريعة على كمالها ، والثانى التمكن من الاستنباط بناء على فهمه فيها"[37]

امام شاطبیؒ کے ہاں مجتہد کے لئے صرف دو شرطیں ہیں، مقاصد شریعت کا تمام وکمال فہم اور اس فہم کی بنیاد پر احکام کا استخراج واستنباط۔

محمد نجات اللہ صدیقی صاحب نے اپنی کتاب "مقاصد شریعت" میں اس مسئلہ پر گفتگو فرمائی کہ اگر یورپ میں جہاں

مسلمان اقلیت میں ہیں اگر کوئی عورت مسلمان ہو جائے اور اس کا خاوند اسلام قبول نہ کرے تو دونوں میاں بیوی میں تفریق نہ کی جائے۔ اس مسئلہ کو فقہ المقاصد کی روشنی میں حل کرنے کے حوالہ سے بعض حضرات کی رائے نقل کی ہے، جس سے ہمارے مذکورہ بالا موقف کی تائید ہوتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

- "المجلس الاوروبی للافتاء والبحوث" کے ایک رکن نے بھی جو امریکہ میں مقیم ہیں، اس موضوع پر تفصیل سے اظہار خیال کیا ہے، جس کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے، بعض اقتباسات ذیل میں درج ہیں:
- "فقہ المقاصد کی ہی روشنی میں یہ مسئلہ بھی حل کیا جانا چاہیے کہ اگر بیوی مسلمان ہو جائے اور اس کے شوہر نے اسلام قبول نہ کیا ہو تو کیا دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے گی" [38]
- فکری مقاصد کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان عورت کو بچایا جائے اور ایسی عورتیں امریکی معاشرہ میں لاتعداد ہیں، اگر آپ یہ کہیں گے کہ اگر تم اسلام قبول کرو گی تو تمہیں شوہر کو چھوڑنا پڑے گا، اولاد کو چھوڑنا پڑے تو اس کا کوئی شوہر نہ ہوگا، کوئی اس کے اخراجات پورا کرنا والا نہ ہوگا، اب وہ اس سلسلہ میں اور اپنے بال بچوں کے سلسلہ میں کیا راستہ اختیار کرے گی؟۔
- "بیشتر عورتیں یا تو اسلام قبول کرکے مرتد ہو جائیں گی یا اسلام قبول ہی نہیں کریں گی۔۔۔ ہم اس فتوی کے ذریعہ بندگان خدا کو اللہ کے دین سے روکنے والے ہوں گے" [39]

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

> آپ نے دیکھا کہ ایک نیا موقف اختیار کرنے والوں نے کس طرح نئے حالات میں اسلام کے اس مقصد کو کہ اللہ کے بندے راضی خوشی اللہ کے دین میں داخل ہو سکیں، اور ان کو اس پر قائم رہنے میں ناقابل برداشت مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے، فیصلہ کن اہمیت دی ہے۔

اپنے اسی موقف کو واضح کرنے کے لیے ہم ایک مثال ذکر کرتے ہیں:

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی لکھتے ہیں:

قطبین کے علاقوں میں نماز روزہ کے اوقات:

مجمع فقہی، رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے اس مسئلہ کے بارہ میں ایک قرار داد پاس کی ہے، تمہید کے بعد قرار داد کی عبارت درج ذیل ہے:

> جو کوئی ایسے ملکوں میں رہتا ہو جن میں رات اور دن میں فرق طلوع فجر اور غروب آفتاب کی بنا پر واضح ہو مگر ان کے دن گرمی میں بہت لمبے اور جاڑے میں چھوٹے ہوتے ہیں ایسے آدمی پر فرض ہے کہ پانچوں اوقات کی نمازیں انکے شرعی طور پر معروف اوقات میں ادا کرے۔

اس عبارت کے بعد روزے کے احکام ہیں کہ جب تک دن رات میں فرق ممکن ہو، دن کے چھوٹے اور بڑے ہونے کا لحاظ کیے بغیر دن کو بھوکا روزہ رکھنا ہوگا، البتہ ناقابل برداشت حالات میں افراد استثنائی احکام اختیار کر سکتے ہیں۔

اس مجلس کے ایک رکن شیخ مصطفی زرقاء نے اس فتوی سے اختلاف کرتے ہوئے یہ لکھا ہے:

"اس موضوع پر میری رائے اس قرار داد کے خلاف تھی، کیوں کہ جن ملکوں میں دن اور رات کا مذکورہ بالا فرق واضح ہوتا ہے، ان میں اس فرق کی مدت کبھی کبھی آدھا گھنٹہ یا ایک گھنٹہ کے بقدر ہی ہوئی ہے، یعنی رات ۲۳ گھنٹے کی اور دن صرف گھنٹہ بھر کا، جاڑے میں ایسا اور گرمی میں اس کے برعکس، جس حدیث کی بنیاد پر یہ قرار داد پاس کی گئی، اس کے بارے میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں جزیرۃ العرب کے لوگوں کو سامنے رکھا گیا ہے، حدیث میں اس امر کی طرف کوئی اشارہ نہیں کہ دور دراز کے شمالی جنوبی علاقوں میں دن اور رات کے اوقات میں جو زبردست فرق آجاتا ہے وہ ناقابل اعتبار ہے ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ اس حدیث میں ایسے علاقوں کے بارہ میں حکم نہیں دیا گیا، ایسی صورت میں ضروری ہے کہ ایسا حکم اختیار کیا جائے جو مقاصد شریعت سے مناسبت رکھتا ہو۔ دن اور رات کے درمیانی فرق واضح ہونے کی جس عمومی بنیاد پر یہ قرار داد مبنی ہے، جس میں اس زبردست فرق کو نظر انداز کردیا گیا ہے جو دن رات کی مدتوں کے مابین پایا جاتا ہے، مقاصد شریعت کے بالکل منافی ہے، اور اس قاعدہ کے بھی خلاف ہے کہ حرج دور کیا جانا ضروری ہے۔ یہ بات کسی طرح معقول نہیں کہ دن یا رات کی ساری نمازوں کو مثال کے طور پر آدھ گھنٹے کے اندر اندر پڑھ لیا جائے، نہ یہ معقول ہے کہ ایک گھنٹہ کا روزہ رکھا جائے اور ۲۳ گھنٹے کھانے پینے کی اجازت دی جائے، یا اس کے برعکس" [40]

چنانچہ شیخ مصطفیٰ زرقا نے اپنے موقف کے اثبات کیلئے:

1۔ مقاصد شریعت کا سہارا لیا۔

2۔ فقہی قاعدہ الحرج مدفوع کو پیش کیا۔

3۔ عقلی دلیل بھی دی اس سے بھی معلوم ہوتا ہے مقاصد شریعت اور قواعد فقہیہ میں گہرا ربط ہے اور عقل ان کی تائید کرتی ہے الشیخ مصطفیٰ زرقا کے موقف سے اگرچہ اتفاق نہ کیا جاسکے لیکن مقاصد شریعت کی بنیاد اجتہاد اور جدید مسئلہ کا استنباط انہوں نے خوبصورت انداز میں کیا۔

ڈاکٹر مصطفیٰ احمد زرقاء کی مذکورہ بالا رائے نقل کرنے کے بعد شیخ محمد نجات اللہ صدیقی لکھتے ہیں:

"ہمارے لیے ضروری نہیں ہے کہ شیخ مصطفیٰ زرقاء کے تجویز کردہ عمل کو بھی نقل کریں یا اس پر بحث کریں، ہمارا مقصد اس مختصر مسئلہ کی تنقیح نہیں بلکہ یہ بتانا ہے کہ بعض اوقات بڑی پختہ دلیلوں پر مبنی فیصلے، جن کو وقت کے بعض ممتاز علماء اور فقہاء کی تائید حاصل ہو۔ ہمارے سوچنے کا مدار یہ نہیں ہونا چاہیے کہ فتویٰ کس نے دیا ہے، بلکہ یہ ہونا چاہیے کہ فتوی مقاصد شریعت سے ہم آہنگ ہے کہ نہیں" [41]

"اس کے علاوہ آجکل عورتوں کے بغیر محرم کے سفر کرنے کے جواز اور صدقہ فطر کی ادائیگی نقد کی شکل میں کرنے کے جواز پر مقاصد شریعت کی روشنی میں ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی چشم کشا عبارات نقل فرمائی ہیں" [42]

یہی وجہ ہے کہ مجھے اس بات کا کوئی جواز نظر نہیں آتا کہ ہم اپنے دور میں صدقہ فطر کو اشیائے خورد و نوش کی صورت میں دینا لازمی قرار دیں، یہاں تک کہ شہری علاقوں میں بھی یہی فتویٰ جاری کریں۔ اس میں اصل مقصود اشیائے خورد و نوش کا کسی کو دینا نہیں بلکہ یہ ہے کہ اس مبارک دن میں غریب آدمی اپنی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کریں۔

"اسی طرح میں اس بارے میں تشدد کے بھی کوئی معنی نہیں سمجھتا کہ حج کے دوران "جمرات" کو کنکریاں مارنے کے لئے زوال سے پہلے کا وقت لازمی قرار دیں، خواہ اس کے لئے کتنا رش بن جائے اور اس کی بنا پر کتنے ہی

لوگ بھیڑ میں دوسروں کے پاؤں کے نیچے کچلے جائیں۔ جیسا کہ پچھلے چند سالوں سے معمول بن گیا ہے۔ شریعت میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہو کہ زوال سے پہلے ''جمرات'' کو کنکریاں مارنا مقصود بالذات ہے، اصل مقصود تو اللہ کا ذکر اور آسانی پیدا کرنا اور حرج کو دور کرنا ہے "[43]

خلاصۃ:

۱۔ امام عز بن عبد السلام نے اپنی کتاب " قواعد الاحکام فی مصالح الانام " میں تمام قواعد شریعت کا مدار جلب منفعت اور دفع مضرت کو قرار دیا، اور ان دو میں سے بھی جلب منفعت کو اصل قرار دیا، کیونکہ دفع مضرت بھی تو جلب منفعت ہی ہے۔

۲۔ مقاصد شریعت پر باقاعدہ موضوع بنا کر سب سے پہلے حضرت امام شاطبیؒ رحمہ اللہ نے لکھا۔

۳۔ امام شاطبیؒ رحمہ اللہ نے پانچ چیزوں کو " مقاصد شریعت " قرار دیا؛ تحفظ دین، تحفظ جان، تحفظ عقل، تحفظ نسل، تحفظ مال۔

۴۔ مقاصد شریعت کی تین سطحیں قرار دیں؛ ۱۔ ضروریات، ۲۔ حاجیات، ۳۔ تحسینیات

۵۔ مقاصد شریعت کے مزید تکملات اور تتمات بھی ہیں۔

۶۔ امام ابن تیمیہ نے کلیات خمسہ میں سے " تحفظ نسل " کو نکال کر اس کی جگہ " عزت وآبرو " کو رکھا۔

۷۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک مقاصد شریعت کا بیان صرف انسانوں کے دفع مضرت اور مادیت کے پہلو تک محدود نہیں ہونا چاہیے، بلکہ ایجابی، روحانی اور نفسیاتی پہلو پر بھی مشتمل ہونا چاہیے۔

۸۔ شریعت مقدسہ سراسر عدل ہے، اور اسی " عدل " کے تحقق کے لیے مقاصد شریعت کا تحفظ ضروری ہے۔

۹۔ علامہ محمد الطاہر بن عاشور رحمہ اللہ نے مقاصد شریعت میں، عدل، مساوات اور حریت کا اضافہ کیا۔

۱۰۔ محمد نجات اللہ صدیقی رحمہ اللہ نے وقت کی ضرورت اور گلوبلائزیشن کے چیلنجوں سے نبرد آزما اور عہدہ برآ ہونے کے لیے مقاصد شریعت کی فہرست پنج گانہ میں مزید سات چیزوں کا اضافہ کیا۔

۱۔ انسانی عزو شرف۔

۲۔ بنیادی آزادیاں۔

۳۔ عدل وانصاف۔

۴۔ ازالہ غربت اور کفالت عامہ۔

۵۔ سماجی مساوات اور دولت وآمدنی کی تقسیم میں پائی جانے والی ناہمواری کو بڑھنے سے روکنا۔

۶۔ امن وامان اور نظم ونسق۔

۷۔ بین الاقوامی سطح پر باہم تعامل اور تعاون۔

نتائج بحث:

1۔ بعض اوقات قیاس جلی اور قواعد عامہ پر عمل کرنے کی صورت میں لوگوں کو مشکلات اور تکالیف کا سامنا پڑتا ہے وہاں لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنے کے لیے، مقاصد شریعت سے کام لیا جاتا ہے۔

2۔ مقاصد سے مراد مصالح اور اسرار وحکم ہیں۔

3۔امام مالک کے ہاں مصالح مرسلہ اور احناف کے استحسان، دونوں مقاصد شریعت کا ہی مفہوم ادا کرتے ہیں۔

4۔مقاصد شریعت کی بنیاد پر اجتہاد کے لیے مصلحت سے متعلق ان گیارہ نکات اور مصلحت کو اخذ کرنے کے طریقہ کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے جن کو ہم ماقبل میں ذکر کرآئے ہیں۔

5۔مقاصد شریعت اور قواعد فقہیہ میں باہم گہرا ربط ہے اس مقاصد کی بنیاد پر اجتھاد کرنے کے لیے ان قواعد پر گہری نظر ہونا ضروری ہے۔

6۔مقاصد تشریع کی سات بنیادوں پر نظر رہنا ضروری ہے۔

7۔مقاصد سے مراد شریعت کے اسرار و حکم ہیں لفظ مقصد اور مقاصد کے ظاہر مفہوم سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔

ان نتائج پر نظر رکھنے سے امید ہے کہ مقاصد شریعت،اور اجتہاد بالمقاصد کو سمجھنے میں آسانی ہوگی اور کسی جدید مسئلہ کے شرعی حل کی تلاش میں مدد ملے گی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی حوالہ جات

[1] ابن عاشور، محمد الطاہر، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، دار الکتب البنانی، بیروت، ۲۰۱۱ء، ص:۵۰

Ibn-e-'āshūr, Muḥammad al-Ṭāhir, Maqāṣd al-Sharī'at al-Islāmiyyat, (Dār al-Kutub, al-Banānī, Berūit:2011ac),P:50

[2] الفاسی، الاستاذ علال، مقاصد الشریعۃ ومکارمھا، الدار البیضاء، ۱۹۸۳ء، ص:۷

Al-Fāsī, Al-Ustāz 'lāl, Maqāṣid al-Sharī'at wa Makārmihā, (Al-Dār al-Byḍā,,1983ac), P:07

[3] ابن قیم، محمد بن ابی بکر،إعلام الموقعین عن رب العالمین، دار الجیل -بیروت، ۱۹۷۳ء، ج:۳، ص:۲

Ibn-e-Qayyam, Muḥammad bin Abī Bakar, I'lām al-Muwq'īn, 'an Rab al-'ālamīn, (Dār al-Jeyal, Berūit:1973ac), Vol:03,P:02

[4] القرآن:۲۹، ۴۵

Al-Qurān:29,45

[5] القرآن۹: ۱۰۳

Al-Qurān: 9,103

[6] القرآن۲: ۱۸۳

Al-Qurān:2,183

[7] القرآن۲۲: ۲۸

Al-Qurān:22,28

[8] القرضاوی، یوسف مصطفیٰ، ڈاکٹر، فقہ الاولویات، مترجم، ترجمہ از: گل زاد شیرپاو، لاہور، منشورات منصورہ، ۲۰۱۲ء، ص:۶۰

Al-Qarḍawī,Dr. Yoūsaf Muṣtfā, Fiqh al-Awlwiyyāt, (Gul-Zād, Shyr Pāw, Lāhore,Manshūrāt Manṣūrat,2012ac),P:60

[9] زیدان، عبدالکریم، الدکتور، الوجیز فی اصول الفقہ، ص: ۴۳۳

Zīdān,Dr. 'bd al-Karīm,Al-Wajīz fī Uṣūl al-Fiqh, P:433

[10] القرآن ۲: ۱۸۵

Al-Qurān: 2:185

[11] عبدالوہاب خلاف، علم اِصول الفقہ, مکتبۃ الدعوۃ- شباب الازہر (عن الطبعۃ الثامنۃ لدار القلم), ص: ۲

'bd al-Wahāb Khilāf, 'lm Uṣūl al-Fiqh, (Maktabah al-Da'wat, Shabāb al-Azhar, Edition:8th Dār al-Qalam),P:02

[12] دار قطنی، احمد بن مہدی، باب کتاب البیوع، ج: ۳، ص: ٦۴، حدیث رقم: ۳۰٦۰

Dār Quṭnī, Aḥmad bin Mahdī, Chapter: Kitāb al-Boyū',Ḥadith # 3060,Vol:05,P:64

[13] سعدی، حمد الحمد، شرح منظومۃ القواعد الفقہیۃ، ص: ۱۰

Sa'dī, Ḥamd Allāh, Sharḥ Manzūmat al-Qwā'id al-Fiqhiyyat,P:10

[14] ۔الشاطبیؒ، الموافقات فی اصول الشریعۃ، دارالکتب السّلفیہ، بیروت، لبنان ۲۰۰۴، ص:۲۲۱

Al-Shaṭbī,Al-Mawāfqāt fī Uṣol al-Shrī'at, (Dār al-Kutub al-Salfiyyah, Berūit, Lubnān, 2004ac), P:221

[15] خاکوانی، محمد خان، ڈاکٹر، اسلامی اصول فقہ، ادبیات رحمان مارکیٹ، لاہور، ص: ۴۴۳

*Khā*kwānī, Dr. Muḥammad Khān, Islāmī Uṣūl Fiqh, (Adbiyyāt Raḥmān, Market, Lāhore), P:443

[16] غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضراتِ فقہ، لاہور، الفیصل ناشران وتاجران کتب جون ۲۰۰۵، ص: ۲۹۵

Ghāzī, Dr. Maḥmūd Aḥmad, Muḥāḍrāt-e- Fiqh,(Al-Fyṣal Nashrān wa tājrān, Kutub, June,2005ac, Lāhore),P:295

[17] غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرتِ شریعت، لاہور، الفیصل، ناشران وتاجران کتب، ستمبر ۲۰۰۹، ص: ٦٦

Ghāzī, Dr. Maḥmūd Aḥmad, Muḥāḍrāt-e-Shariyy'at, (Al-Fyṣal Nashrān wa tājrān, Kutub, Sep,2009ac, Lāhore),P:66

[18] محاضراتِ فقہ، ص: ۳۳۱

Muḥāḍrāt-e- Fiqh,P:331

[19] امینی، محمد تقی، فقہ اسلامی کی تاریخ اور اصول فقہ، کراچی، قدیمی کتب خانہ ستمبر ۱۹۹۱، ص: ۱۳۷

Amīnī, Muḥammad Taqī, Fiqh Islāmī kī Tārīkh aur Uṣūl Fiqh, (Qadīmī Kutub Khānah,Karāchī, Sep1991ac), P:137

[20] غزالی، محمد بن محمد، المستصفیٰ، دار الصادر، ج:۱، ص: ۱۳

Ghazālī, Muḥammad bin Muḥammad, Al-Mustaṣfā, (Dār Al-Ṣādar), Vol:01,P:13

[21] ابن عاشور، محمد طاہر، مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ، دار سخنون، ص: ۷۱

Ibn-e-'āshūr, Muḥammad al-Ṭāhir, Maqāṣd al-Sharī'at al-Islāmiyyat,(Dār Sukhnūn),P:71

[22] محاضرات شریعت، ص: ۸۸

Muḥāḍrāt-e-Shariyy'at, P:88

[23] ایضا: ص: ۸۸

Ibid:P,88

[24] فقہ اسلامی کی تاریخ اور اصول فقہ، ص:۱۴۵

Fiqh Islāmī kī Tārīkh awr Uṣūl Fiqh,P:145

[25] قواعد کلیۃ اور ان کا آغاز وارتقاء، اسلام آباد، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد دسمبر ۱۹۹۲، ص:۳

Qawā'id Kulliyyat awr Un kā Aāghāz wa Irtiqā,, (Shariah Acedemy, Internaion Islamic University, Islāmabād,Dec,1992ac), P:3

[26] محمد الانصاری، ڈاکٹر، القواعد الفقھیہ من خلال کتاب، قواعد الاحکام فی مصالح الانام، قاہرہ سکندریہ، دار السلام للطباعۃ والنشر، ص:۱۴۳۳

Dr.Muḥammad *al-Anṣārī, Al-Qawā'd al-Fiqhiyyat Min Khilāl Kitāb:Qawā'd al-Aḥkām fī Maṣāliḥ al-Anām,(Dār al-Salām lil-Ṭibā'at wa al-Nashr,Qāhirat),P:*1433

[27] صدیقی، محمد نجات اللہ، مقاصد شریعت، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ص:۱۷۰

Ṣiddīqī, Muḥammad Njāt Allāh, Maqāṣid Sharīī'at,(Idārah Taḥqīqāt Islāmī, International Islamic University, Islāmabād),P:170

[28] القرآن ۲: ۱۸۵

Al-Qurān:2,185

[29] القرآن ۲۲: ۷۸

Al-Qurān:22,78

[30] محاضرات فقہ: ۳۲۰-۳۳۰

Muḥāḍrāt-e- Fiqh,P:320-330

[31] اجتماعی اجتہاد مقاصد شریعت کی روشنی میں: ص:۱۴۱

Ijtimā'ī Ijtihād Maqāṣid Sharīī'at kī Rwshnī may,P:141

[32] فقہ الاولویات: ص:۵۰

Fiqh al-Awlewiyyāt, P:50

[33] ایضا: ص:۵۱

Ibid,P:51

[34] اجتماعی اجتہاد: ص:۱۵۵

Ijtimā'ī Ijtihād,P:155

[35] اجتہاد: ص:۲۰۷

Ijtimā'ī Ijtihād,P:207

[36] عثمانی، محمد تقی، مفتی، اصول الافتاء وآدابہ، لاہور ادارہ اسلامیات، ص:۱۹۴

Uthmānī, Muḥammad Taqī, Muftī, Uṣūl Al-Iftā, wa Aādābohu, (Idārah Islāmiyyāt),P:194

[37] الشاطبّی، ابراھیم بن موسی، الموافقات فی اصول الشریعۃ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ، ج:۵، ص:۴۱

Al-Shāṭ*bī, Ibrāhīm bin Mūsā, Al-Mawafqāt fī Uṣūl al-Sharī'at, (Dār al-Kutub Al-'lmiyyat,Berūit:1415ah),Vol:5,P:41*

[38] نجات اللہ صدیقی، ڈاکٹر، مقاصد شریعت، ص:۱۵۵

Najāt Allāh Ṣiddīqī, Maqāṣid Sharī'at,P:155

[39] ایضاً، ص:۱۶۱

Ibid,P:161

[40] الزرقاء، مصطفیٰ احمد، فتاوی الزرقاء ص:۱۱۰۔۱۱۵

Al-Zarqā,, Muṣṭafā Aḥmad, Fatāwā Al-Zarqā,,P:110-115

[41] محمد نجات اللہ صدیقی، مقاصد شریعت،٦٦

Muḥammad Nijāt Allāh Ṣiddīqī, Maqāṣd Sharī'at,P:66

[42] ایضاً، ص:٦٠

Ibid:p,60

[43] القرضاوی، یوسف مصطفیٰ، ڈاکٹر، فقہ الاولویات، ص:٦٠

Al-Qarḍāwī, Yūosaf Muṣṭfā, Fiqh al-Awlwiyyāt, P:60